© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

ترجمۂ تفہیم القرآن کے ایک مقام کی توضیح

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:- میں آپ کی توجہ تفہیم القرآن کے ترجمے میں ایک تسامح کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۱۲۶ میں مولانا مودودیؒ نے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ...... کا ترجمہ کیا ہے۔ "اس شہر کو امن کا شہر بنا" مولانا عبدالماجد دریا بادی نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے "اس جگہ کو امن والا شہر بنا"۔ کیونکہ جس وقت حضرت اسماعیل کو وہاں آباد کیا گیا اور جس وقت بیت اللہ یا کعبہ تیار کی گئی، اس وقت وہاں صرف چند جھونپڑیاں اور چند سکونتی جگہیں تھیں۔ اس حالت میں اسے شہر کہنا صحیح نہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا منشا بھی یہی تھا کہ اے پاک پروردگار، اس وادیٔ غیر ذی زرع کو، اس دشت کعبہ کو ایک پُر امن اور بارونق شہر میں تبدیل کر دے۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی۔ دونوں حضرات یعنی مودودی و ماجدی نے شاید یوں سمجھ لیا ہے کہ ھٰذا بلدًا ایک ہی مفعول ہے حالانکہ ھٰذا کے بعد کاما (،) ہے اور اشارہ اس وقت کے مکہ معظمہ کے محل وقوع کی طرف ہے، یعنی اس موقع کو۔ پھر عرض کیا بَلَدًا اٰمِنًا (امن والا شہر) بنا۔ از روئے عربیت بھی تو یہ غلط ہے کیونکہ ہذا معرفہ ہے اور بلداً نکرہ ہے۔ کیا آپ کو ہماری رائے سے اتفاق ہے؟

جواب:- آپ کا نوازش نامہ ملا۔ میں نے اس کے ساتھ تفہیم القرآن کا ترجمہ پڑھا اور دونوں پر غور کیا۔ میری سمجھ میں جو کچھ آیا وہ یہ ہے کہ دونوں ترجمے صحیح ہیں اور تفہیم اور تفسیر ماجدی کے ترجمے پر جو اعتراضات اشکالات آپ نے وارد فرمائے ہیں وہ کچھ زیادہ جاندار نہیں ہیں۔ آپ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"اے پروردگار، اس (قطعۂ زمین وادی غیر ذی زرع دشت کعبہ) کو ایک آباد شہر بنا دے جس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امن و امان قائم رہے"۔

مولانا مودودی کا ترجمہ ہے۔

"اس شہر کو امن کا شہر بنا"

مولانا دریا بادی کا ترجمہ ہے۔

"اس شہر کو امن والا بنا"

میرے نزدیک تو یہ سارے ترجمے صحیح ہیں۔ آپ کا اعتراض یہ ہے کہ جس وقت حضرت اسماعیلؑ کو وہاں آباد کیا گیا اور بنائے کعبہ تیار کی گئی اس وقت وہاں صرف چند جھونپڑیاں اور چند سکونتی جگہیں تھیں، اس حالت میں اسے شہر کہنا صحیح نہیں۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ "دونوں حضرات نے شاید یوں سمجھا ہے کہ ہذا بلدًا ایک ہی مفعول ہے، حالانکہ ہذا کا اشارہ بلد کی طرف نہیں بلکہ صرف اس وقت کے مکہ معظمہ کے محل و قوع کی طرف ہے اور از روئے عربیت بھی تو یہ غلط ہے کیونکہ ہذا معرفہ ہے اور بلد نکرہ"۔ لیکن میری دانست میں آپ کا سارا اعتراض و استدلال محض نزاعِ لفظی کی قبیل سے ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا منشا اگر یہ سمجھا جائے کہ وہ اس قطعۂ ارضی کے حق میں دعا مانگ رہے تھے جو حرم مکہ پر مشتمل ہے یا اس کا مدعا و مآل خیال کیا جائے کہ وہ اس آبادی یا بستی کے لئے دعا کر رہے تھے جو اس وقت کے بشری نفوس پر بھی حاوی و شامل تھی جو دعا کے وقت وہاں مکین تھے یا آئندہ چل کر وہاں آباد ہوں گے، ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ ان میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس وقت کی آبادی کو بھی بلد یا شہر کہا جا سکتا ہے اور اس محل و قوع یعنی بلد حرام کی آئندہ ہونے والی آبادی پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

یہ امر سیاق کلام ہی سے ثابت و ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا اس وقت نہیں مانگی جب کہ وہ حکم ربانی کی تعمیل میں حضرت ہاجرہ اور ان کے نومولود صاحبزادے کو بیابان میں اللہ کے حوالے کر کے جا رہے تھے بلکہ یہ اس وقت کی دعا ہے جبکہ ذبح عظیم کے آزمائشی مراحل میں سے گزر کر حضرت اسماعیلؑ جواں سال ہو چکے تھے اور باپ بیٹے ایک دوسرے حکم الٰہی کے تحت بیت اللہ کی تعمیر کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ اس وقت قبیلۂ جرہم یہاں آباد ہو چکا تھا جس میں حضرت اسمٰعیل متاہل ہوئے تھے حضرت ابراہیم وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات اور پرسش احوال کے لئے تشریف لاتے تھے اس کا ذکر صحیح احادیث میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس لئے ضروری نہیں کہ حضرت اسمٰعیل کے ایام طفولیت سے لے کر تعمیر کعبہ کے مرحلے تک وہاں کی آبادی چند جھونپڑیوں ہی تک محدود ہو۔ اگر ہو بھی، تب بھی اس موجود یا آئندہ متوقع آبادی کو بلد یا شہر کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

نحوی ترکیب کے لحاظ سے بھی ضروری نہیں کہ دعا میں ہذا کا مشارٌ الیہ بلد نہ ہو، بلکہ لازماً کوئی دوسرا محذوف ومعہود لفظ مثلاً قطعہ یا بقعہ ہو۔ یہاں بلد یا البلد کا لفظ بھی مشار الیہ ہو سکتا ہے اور وہ نکرہ بھی ہو سکتا ہے، نکرہ ہوگا تو برائے تفخیم و تعظیم ہوگا، ورنہ مراد حرم مکہ کا متعین رقبہ ہے اور معرفہ ہوگا تو بھی ظاہر ہے کہ مراد البلد الحرام ہی ہوگا۔ آپ کو غالباً یاد نہ رہا کہ ایسی ہی دعا سورہ ابراہیم (۳۷) میں بھی مذکور ہے اور وہاں الفاظ ہیں رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا .... یہیں بواد غیر ذی زرع کے الفاظ بھی وارد ہیں مفسرین میں سے بعض کا خیال ہے کہ یہ دوسری دعا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ دونوں دعائیں تعمیر کعبہ ہی کے وقت کی ہیں۔ جبکہ حضرت اسمٰعیلؑ جوان تھے اور حضرت اسحٰقؑ بھی پیدا ہو چکے تھے بہرکیف جو صورت بھی ہو اس میں حضرت ابراہیمؑ عرض کر رہے ہیں کہ "اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو اس بنجر وادی میں بسا دیا ہے" اور دعا طلب کر رہے ہیں کہ میرے رب، اس بلد (ھذا البلد) کو امن والا شہر بنا۔ یہاں آپ کے ان سارے اعتراضات کا کیا جواب ہوگا جو آپ نکرہ و معرفہ اور بلد اور البلد کو بنیاد بنا کر کر رہے ہیں؟ اگر کوئی جواب ہے تو وہی ہمارا جواب ان خردہ گیریوں کا ہوگا جو آپ دوسروں کے ترجمے پر کر رہے ہیں۔ یہاں نکرہ کے بجائے معرفہ استعمال ہوا ہے۔

آخر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ بلد کا ترجمہ اردو میں شہر کے سوا کئے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ اردو زبان میں عربی جیسی وسعت نہیں، ورنہ لغت میں ہر خالی قطعہ زمین کو بلد کہہ سکتے ہیں خواہ اس میں انسان بستے ہوں، مردے دفن ہوں، یا چرند، پرند یا وحشی جانور پائے جاتے ہوں۔ قاموس میں البلد کے معنی ہیں۔

كل قطعة مستحيزة عامرة او غامرة والتراب والقبر والمقبرة والدار والاثر ودحى النعام۔

(ہر قطعۂ زمین جس کے حدود معین ہوں وہ بلد ہے خواہ آباد ہو یا اجاڑ ہو، چٹیل ہو، مقبرہ ہو، گھر ہوں یا کھنڈر یا چوپایوں کا مسکن ہو)

تقریباً یہی معانی تاج العروس میں درج ہیں۔ امام راغب مفردات القرآن میں فرماتے ہیں۔

© rasailojaraid.com